اضافی مطالعہ

F35TZH

قصہ سوتے جاگتے کا

ڈاکٹر نیّر مسعود

پہلی بات : آپ نے نویں جماعت میں سلام بن رزّاق کا ڈراما 'قسمت بیگ' پڑھا ہے جو ایک ریڈیو ڈراما ہے۔ ریڈیو ڈرامے میں ہم صرف کرداروں کی آوازیں سنتے ہیں مگر جب وہی کردار اسٹیج پر اداکاری کا مظاہرہ کرتے ہیں تو وہ اسٹیج ڈراما کہلاتا ہے۔ ڈراما ادب کی بڑی اہم صنف ہے۔ اس میں فنونِ لطیفہ کی تمام جھلکیاں موجود ہوتی ہیں اسی لیے اسے فنونِ لطیفہ کا مرقع بھی کہا جاتا ہے۔

ڈرامے کے اجزائے ترکیبی میں چھے چیزیں ضروری سمجھی جاتی ہیں : ماجرا، کردار، مکالمہ، مرکزی خیال، سجاوٹ اور موسیقی۔ ڈرامے میں واقعات کی کڑیاں اس طرح ملائی جاتی ہیں کہ وہ بتدریج نقطۂ عروج تک پہنچ سکیں۔ اس کے بعد ڈراما انجام کی طرف بڑھتا ہے۔ واقعات سے جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے، وہ ڈرامے کے انجام میں نظر آتا ہے۔ عام طور پر حق و باطل اور خیر و شر کی کشمکش، انسانی اقدار اور سماجی، قومی اور سیاسی مسائل کو ڈراموں میں پیش کیا جاتا ہے۔

جان پہچان : نیّر مسعود ۱۶ر نومبر ۱۹۳۶ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم کے بعد اُردو اور فارسی میں ایم اے کیا اور دونوں زبانوں میں یکے بعد دیگرے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ وہ لکھنؤ یونی ورسٹی میں اُردو فارسی کے استاد مقرر ہوئے۔ وہ ایک صاحبِ طرز ادیب تھے۔ انھوں نے افسانے میں ایک نئے طرزِ بیان کو متعارف کیا۔ تحیّر اور اسرار اُن کے افسانوں کا خاص وصف ہے۔

'سیمیا، عطرِ کافور، گنجفہ' اور 'طاؤس چمن کی مینا' اُن کے افسانوں کے مجموعے ہیں۔ 'بزمِ انیسؔ' کے نام سے انھوں نے انیسؔ کے مرثیوں کا انتخاب شائع کیا۔ انھوں نے فارسی کی منتخب کہانیوں کے تراجم بھی شائع کیے۔ انھیں ۲۰۰۱ء میں ساہتیہ اکیڈمی اور ۲۰۰۷ء میں سرسوتی سمّان جیسے باوقار انعامات سے سرفراز کیا گیا۔ ۲۴ر جولائی ۲۰۱۷ء کو لکھنؤ میں اُن کا انتقال ہوا۔

یہاں ان کا ایک ڈراما پیش کیا جاتا ہے جو الف لیلہ کی داستان سے ماخوذ ایک واقعے پر مبنی ہے۔

کردار

ہارون رشید	:	آٹھویں صدی عیسوی میں اسلامی دنیا کے خلیفہ
ابوالحسن	:	بغداد کا ایک نوجوان
جعفر	:	ہارون رشید کا وزیر
مسرور	:	ایک سردار
کافور	:	حبشی غلام
ابوالحسن کی ماں		

تین پڑوسی، داروغہ اور دوسرے درباری، امیر، افسر، کنیزیں اور غلام

منظر - ۱

مقام : بغداد کا پل

(ابوالحسن دجلہ کے پل پر بیٹھا ہوا اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید ایک غلام کے ساتھ سوداگر کے بھیس میں آتے ہیں)

ابوالحسن : (خلیفہ سے) بھلے آدمی، تمھارا لباس بتاتا ہے کہ تم بغداد کے رہنے والے نہیں ہو۔

خلیفہ : میاں، تم نے خوب پہچانا۔ میں موصل کا سوداگر ہوں۔

ابوالحسن : بس تو بھائی موصل کے سوداگر! کیا آج رات میرے غریب خانے پر چلنے کی زحمت کروگے؟ وہاں ہم دونوں عمدہ کھانا کھائیں گے۔

خلیفہ : بڑے شوق سے چلوں گا۔ بھلا اتنی محبت سے دی ہوئی دعوت کون ٹھکرا سکتا ہے؟

ابوالحسن : (اُٹھ کھڑا ہوتا ہے) آؤ چلو... (رُک کر) مگر ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ ہماری دوستی صرف آج تک رہے گی۔

خلیفہ : (حیران ہوکر) یہ کیسی شرط ہے بھائی؟ تم تو عجیب آدمی معلوم ہوتے ہو!

ابوالحسن : یہ شرط اس لیے ہے کہ کہیں تم میرے دوست نہ بن جاؤ۔ میں دشمنوں سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا دوستوں سے۔

خلیفہ : بھائی! آخر معاملہ کیا ہے؟

ابوالحسن : معاملہ میں سمجھائے دیتا ہوں۔ (پُل پر بیٹھ جاتا ہے۔ خلیفہ اور غلام بھی بیٹھ جاتے ہیں)

خلیفہ : ہاں، اب سناؤ۔

ابوالحسن : میرا نام ابوالحسن ہے۔ میں ایک امیر سوداگر کا بیٹا ہوں۔ باپ کے مرنے کے بعد ساری دولت میرے ہاتھ آئی جسے میں نے دل کھول کر خرچ کیا۔ روپیا آخر کب تک چلتا؟

خلیفہ : بے شک، اگر قارون کا خزانہ بھی اس طرح لٹایا جائے تو ایک دن ختم ہی ہو جائے گا۔

ابوالحسن : اسی طرح میری بھی دولت ختم ہوگئی۔ اب غریبی جو آئی تو دوستوں نے ایک ایک کر کے کھسکنا شروع کر دیا۔ ایک مرتبہ میں نے اپنے ان دوستوں سے کچھ روپیا قرض مانگا مگر انھوں نے ٹکا سا جواب دے دیا۔

خلیفہ : مطلب کے دوست اس کے سوا اور کیا دے سکتے ہیں؟

ابوالحسن : پھر میں نے کچھ جائداد بیچ کر روپیا اِکٹھا کیا اور اس سے چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر دیا۔ اب جو پیسے ملتے ہیں، انھیں مزے مزے خرچ کرتا ہوں۔ میں روز کسی اجنبی کو گھر لے جاتا ہوں۔ اس کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں اور سویرے تڑکے اُسے رخصت کر دیتا ہوں۔ یہ اس لیے کہ دوستوں کی وجہ سے مل بیٹھ کر کھانے کی عادت پڑ گئی ہے۔ بس یہ ہے میری کہانی۔

خلیفہ : دوست، تم تو بڑے مزے کے آدمی ہو! چلو، مجھے تمھاری دعوت منظور ہے۔

ابوالحسن : آؤ چلیں۔

منظر -۲

مقام : ابوالحسن کا مکان

(ابوالحسن اور خلیفہ کھانا کھا چکے ہیں اور شربت پی رہے ہیں۔ طشتریوں میں میوے رکھے ہیں)

خلیفہ : واللہ ابوالحسن ! میں نے دنیا جہان کے کھانے کھائے مگر یہ مزہ کہیں نہ پایا جو تمھارے یہاں ملا۔ جی چاہتا ہے روز ہم تم مل کر اسی طرح کھایا پیا کریں۔

ابوالحسن : دل تو میرا بھی یہی چاہتا ہے۔

خلیفہ : ٹھیک ہے۔ اچھا تم آرام کرو۔ میں اب سوتا ہوں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تمھارے اس احسان کے شکریے میں کچھ میں بھی تمھاری خدمت کروں۔

ابوالحسن : تمھارا یہی احسان کیا کم ہے کہ تم نے میری دعوت قبول کی۔ (کچھ سوچ کر) میں ایک مصیبت میں پھنسا ہوا ہوں مگر تم پردیسی اس میں میری کیا مدد کر سکتے ہو؟

خلیفہ : بتاؤ، بتاؤ۔ شاید میں کسی کام آ سکوں۔

ابوالحسن : بھائی، ہمارے محلے میں ایک امیر شخص ہے۔ اس کے چار یار بھی ہیں۔ یہ پانچوں مل کر محلے بھر کا ناک میں دَم کیے ہوئے ہیں۔

خلیفہ : (سوچتے ہوئے) مگر اُن کا علاج کیا ہونا چاہیے۔

ابوالحسن : علاج ....؟ (غصّے میں فرش پر ہاتھ مار کر) اگر خدا ایک دن کے لیے مجھے خلیفہ ہارون رشید کی جگہ دے دے تو تمھیں بتاؤں کہ ان لوگوں کا علاج کیا ہو سکتا ہے؟

خلیفہ : بھلا وہ کیا ؟

ابوالحسن : وہ یہ کہ اس منحوس آدمی اور اس کے چاروں گرگوں کی پیٹھ پر سو سو کوڑے لگوا دوں۔ پھر اُن سے کہوں کہ دیکھو، پڑوسیوں کو ستانے کی یہی سزا ہے۔

خلیفہ : (کچھ سوچ کر مسکراتا ہے) کون جانے، خدا تمھیں سچ مچ ایک دن کے لیے خلیفہ بنا دے۔

ابوالحسن : تم میرا مذاق اُڑاتے ہو! اور ٹھیک بھی ہے۔ اگر خلیفہ سن لے تو وہ بھی میری خوب ہنسی اُڑائے۔

خلیفہ : (ابوالحسن کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے) کیا بات کرتے ہو دوست۔ تم نے میری اتنی خاطر کی۔ بھلا میں تمھارا مذاق اُڑاؤں گا۔ اچھا آدھی رات ہونے آئی ہے۔ اب سونا چاہیے۔

ابوالحسن : یہ تھوڑا سا شربت بچ رہا ہے۔ اسے بھی ختم کر دو۔ اور سویرے یہاں سے چلتے وقت باہر کا دروازہ بند کرتے جانا۔

خلیفہ : ٹھیک ہے۔ مگر یہ بچا ہوا شربت تمھیں میرے ہاتھ سے پینا پڑے گا۔

(ابوالحسن کی نظر بچا کر اس میں بے ہوشی کی دوا ملا دیتے ہیں جسے پیتے ہی ابوالحسن بے ہوش ہو جاتا ہے)

منظر - ۳

مقام : خلیفہ کا محل

(خلیفہ داخل ہوتے ہیں۔ پیچھے پیچھے غلام ابوالحسن کو کندھے پر لادے ہوئے آتا ہے)

خلیفہ : دیکھو! (ابوالحسن کی طرف اشارہ کرکے) اس جوان کو میں ایک دن کے لیے اپنی جگہ دے رہا ہوں۔ تمھارا فرض ہے کہ جس طرح مجھے سلاتے ہو، اسی طرح اِسے سلاؤ۔ جس طرح مجھے سرکہ سنگھا کر جگاتے ہو، اسی طرح اِسے بھی جگاؤ۔ جس طرح مجھے امیرالمومنین کہہ کر پکارتے ہو، اسی طرح اسے بھی امیرالمومنین کہہ کر پکارو۔ جعفر اور مسرور کو بلاؤ۔

(جعفر اور مسرور آکر سلام کرتے ہیں)

خلیفہ : (سلام کا جواب دے کر) مسرور! ایک دن کے لیے میری جگہ یہ جوان تمھارا آقا ہے۔ جس طرح روز سویرے تم مجھے نماز کے لیے اُٹھاتے ہو اسی طرح اس کو بھی اُٹھانا اور جعفر! کل یہ آدمی میری جگہ تخت پر بیٹھے گا۔ جس طرح میرا حکم مانتے ہو، اسی طرح اس کا بھی حکم ماننا۔ جس کو یہ سزا دِلوائے، اس کو فوراً سزا دینا اور جس کو یہ انعام دِلوائے، اس کو فوراً انعام دینا۔ بس اب تم اس کو میرے کپڑے پہنا کر بستر پر لٹاؤ۔ میں صبح یہیں چھپ کر اس کے جاگنے کا تماشا دیکھوں گا۔

منظر - ۴

مقام : خلیفہ کی خواب گاہ

(ابوالحسن بڑے بے تکے پن سے خلیفہ کے بستر پر سو رہا ہے۔ دور سے مرغ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ پھر کہیں قریب ہی سے اذان کی آواز آتی ہے۔ خدمت گار داخل ہوتے ہیں۔ مسرور ابوالحسن کو جگانے کے لیے کپاس کے پھاہے کو سرکے میں تر کرکے اس کی ناک کے قریب کرتا ہے۔ ابوالحسن زور سے چھینکتا ہے)

ابوالحسن : (آنکھیں بند ہیں) آخ ... تھو۔ (ایک کنیز لپک کر سونے کا اُگالدان اس کے منہ کے آگے کر دیتی ہے) کیا مزے کی نیند آئی تھی۔ (رضائی کو اپنے اوپر کھینچنا چاہتا ہے لیکن اس کی نرمی محسوس کرکے آنکھیں کھول کر اسے غور سے دیکھتا ہے) کتنی عمدہ!...م...مگر یہ تو میری نہیں ہے۔ (سامنے کھڑی ہوئی کنیزوں اور غلاموں پر نظر پڑتے ہی بوکھلا کر اُٹھ بیٹھتا ہے۔ ایک ایک کنیز اور غلام کو باری باری گھور کر دیکھتا ہے۔ کچھ دیر تک بیٹھا رہتا ہے۔ آخر چہرے پر اطمینان کی جھلک آجاتی ہے۔ بڑبڑاتا ہے) آہ، خواب! مگر کتنا حسین! (آنکھیں بند کرکے لیٹنے لگتا ہے۔ سامنے پردے کے پیچھے سے خلیفہ جھانکتے ہیں اور پھر ہٹ جاتے ہیں)

مسرور : (آگے بڑھ کر ابوالحسن کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے) امیرالمومنین اُٹھیے، نماز کا وقت جا رہا ہے۔

ابوالحسن : ایں؟ امیرالمومنین؟ یعنی خلیفہ؟ (دیدے نچاتا ہے) مگر بھلے مانُس میرا نام ابوالحسن ہے۔

مسرور : (ہنستا ہے) حضور مذاق فرما رہے ہیں ...اور ابوالحسن کون؟ حضور کی زبان سے پہلی مرتبہ یہ نام سن رہا ہوں!

ابوالحسن : (حیرت سے مسرور کو تکتا ہے) میں جاگ رہا ہوں کہ سو رہا ہوں؟

مسرور : امیرالمومنین! کیا خدانخواستہ طبیعت کچھ ناساز ہے۔

ابوالحسن : (چونک کر آنکھیں کھول دیتا ہے) پیارے بھائی! ذرا غور سے دیکھو مجھے۔ کیا تم مجھ کو پہچانتے ہو؟

مسرور : امیر المومنین! آج آپ کی زبانِ مبارک سے یہ غلام عجیب باتیں سن رہا ہے۔ آپ سارے مسلمانوں کے خلیفہ ہیں۔

ابوالحسن : (پیٹ پکڑ کر زوردار قہقہہ لگاتا ہے) ہاہاہاہا۔ ہم تمھاری باتوں سے خوش ہوئے۔ (اشارے سے ایک کنیز کو پاس بلاتا ہے)

کنیز : (ادب سے جھکتی ہے) کنیز کے لیے کیا حکم ہے؟ امیر المومنین!

ابوالحسن : (اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے) نیک بخت! لے ذرا میری اُنگلی میں کاٹ تو سہی۔ دیکھوں، جاگ رہا ہوں کہ سوتا ہوں۔

(کنیز اس کی اُنگلی میں زور سے کاٹتی ہے۔ ابوالحسن تلملا کر) ارے مر گیا۔ کم بخت! بتا تو نے کس کی اُنگلی میں کاٹا؟

کنیز : (ادب سے) امیر المومنین! میں نے آپ کے حکم سے آپ کی شان میں یہ گستاخی کی ہے۔ مجھے معاف کر دیجیے۔

ابوالحسن : (باچھیں کِھل جاتی ہیں) معاف کیا۔ بالکل معاف کیا۔

(مسہری سے اُترتا ہے۔ مسرور اور سب مل کر ابوالحسن کو شاہی پوشاک پہناتے ہیں۔ پھر سب آہستہ آہستہ باہر جاتے ہیں)

منظر - ۵

مقام : خلیفہ کا دربار

(تخت بچھا ہوا ہے۔ کئی امیر، سردار اور وزیر قیمتی پوشاکیں پہنے باادب کھڑے ہیں۔ ابوالحسن اور مسرور داخل ہوتے ہیں۔ ابوالحسن کے تخت پر بیٹھتے ہی ہر طرف سے مبارک سلامت کا شور اُٹھتا ہے۔ جعفر تخت کے سامنے آ کر جھکتا ہے)

جعفر : خدا ہمیشہ امیر المومنین پر اپنی رحمتوں کا سایہ رکھے۔

حاضرین : آمین، آمین

ابوالحسن : (خوب اکڑ کر اور آواز کو بھاری بنا کر جعفر سے) ہم تمھاری وفاداری کی قدر کرتے ہیں۔ تمھیں اور کچھ عرض کرنا ہے؟

جعفر : امیر المومنین کوئی حکم دینا چاہیں تو کوتوال کو حاضر کیا جائے۔

ابوالحسن : بے شک۔ ہم کو دو بہت ضروری حکم صادر کرنے ہیں۔

کوتوال : (آگے بڑھ کر) غلام حکم کا منتظر ہے۔

ابوالحسن : کوتوال! سوداگروں کے محلے میں رہنے والے امیر اور اس کے چاروں ساتھیوں کے سر پر تم ابھی جا کر نازل ہو جاؤ۔ پانچوں کی پیٹھیں ننگی کر کے ان پر کوڑے برساؤ۔ سمجھ گئے؟

کوتوال : اچھی طرح امیر المومنین!

ابوالحسن : پھر ان کے چہروں پر سیاہی مل کر، اونٹوں پر سوار کر کے سارے شہر میں پھراؤ۔ ایک آدمی ان کے آگے آگے اعلان کرتا جائے کہ دیکھو لوگو! یہ انجام ہے ان کا جو اپنے محلے والوں کو تنگ کرتے ہیں۔

کوتوال : غلام ابھی اس کا بندوبست کرتا ہے... اور... دوسرا حکم امیر المومنین؟

ابوالحسن : دوسرا حکم یہ ہے کہ اسی محلے میں ابوالحسن نام کا ایک نوجوان رہتا ہے۔ اس کی ماں کو ایک ہزار اشرفیاں دی جائیں۔ بس جاؤ۔

(کوتوال جاتا ہے)

منظر - ۶

مقام : خلیفہ کا محل

(رات کے کھانے پر ہارون رشید کے محل میں ابوالحسن کے آگے دسترخوان پر بہترین قسم کے کھانے چنے ہوئے ہیں۔ ابوالحسن کبھی اس قاب پر ہاتھ مارتا ہے، کبھی اس پر)

ابوالحسن : (منہ میں بڑا سا نوالہ ٹھونستے ہوئے) واہ واہ ! کیا لذیذ کھانا ہے۔ (سر اُٹھا کر ایک ایک کنیز کو دیکھ کر) آ ؤ، آ ؤ، تم لوگ بھی میرے ساتھ کھاؤ۔ مجھے اکیلے کھانے میں مزہ نہیں آ تا۔ (کنیزیں جھجکتی ہوئی دسترخوان پر بیٹھتی ہیں۔ ابوالحسن سب کی طشتریوں میں مٹھائی رکھتا ہے۔ پردے کے پیچھے سے خلیفہ جھانک رہے ہیں۔ کنیزیں ابوالحسن کے ہاتھ دھلاتی ہیں۔ کچھ کنیزیں اسے شربت پیش کرتی ہیں) واہ واہ ! شربت کا کیا کہنا۔ ایک گلاس شربت اور پلا۔ (خلیفہ پیچھے سے اشارہ کرتے ہیں۔ کنیز گلاس میں چپکے سے بے ہوشی کی دوا ملا دیتی ہے۔ ابوالحسن اس گلاس کا شربت پی کر بے ہوش ہو جاتا ہے)

خلیفہ : (سامنے آ کر) کافور! اس کا لباس اُتار کر اس کے پرانے کپڑے پہنا دو۔ اور اسے اس کے مکان میں ڈال آ ؤ۔ مکان کا دروازہ کھلا چھوڑ دینا۔ اس کی بڑی خواہش تھی کہ اس کے محلے کے امیر اور اس کے چاروں ساتھیوں کو ان کے کرتوتوں کی سزا ملے۔ میں نے اس کی خواہش اسی کے ہاتھوں پوری کرا دی۔

منظر - ۷

مقام : ابوالحسن کا مکان

(ابوالحسن اپنے بستر پر پڑا سو رہا ہے۔ مرغ کی بانگ سن کر وہ ہڑبڑا کر کروٹ بدلتا ہے)

ابوالحسن : (آ نکھیں بند ہیں۔ نیند میں ڈوبی ہوئی آواز میں) اوں ... ہونہہ ... کہاں مر گئے سب کے سب ... مسرور ... جعفر ...!

(ابوالحسن کی ماں گھبرائی ہوئی داخل ہوتی ہے)

ماں : (ابوالحسن کا شانہ ہلا کر) کیا ہے بیٹا؟ یہ کن لوگوں کو پکار رہے ہو؟

ابوالحسن : (چونک کر ماں کو گھورنے لگتا ہے) تم کون ہو بڑی بی؟

ماں : (حیرت سے) اوئی بیٹا...؟ اپنی اماں کو نہیں پہچانتے؟

ابوالحسن : (تیوریاں چڑھا کر) کیا بکتی ہے بڑھیا؟ ہم امیر المومنین ہیں۔ زبان سنبھال کر بات کر!

ماں : ابوالحسن ! تو کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے؟

ابوالحسن : تو مجھے نہیں جانتی۔ تو اَب جان لے کہ میں خلیفہ، امیر المومنین، تمام مسلمانوں کی جان و مال کا مالک ہوں۔

ماں : (آ نکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھاتی ہے) یا الٰہی، خیر ہو۔ کیا میرے بیٹے کے اندر کوئی جن سما گیا ہے۔ (ابوالحسن سے بہت پیار کے ساتھ) میرے لعل ! یہ تجھے کیا ہو گیا؟ دیکھ میں تیری ماں ہوں۔ تو میرا بیٹا ابوالحسن ہے۔

ابوالحسن : (پریشان نظروں سے چاروں طرف دیکھتا ہے) نہیں۔ (آ نکھیں بند کر کے سوچ میں پڑ جاتا ہے۔ کچھ دیر بعد آ نکھیں کھولتا ہے) ہاں امّاں، تم ٹھیک کہتی ہو۔ یہ میرا ہی مکان ہے اور میں ابوالحسن ہوں ... مگر ... سمجھ میں نہیں آ تا۔ یہ شاہی محل میرے دماغ

میں کیوں کر سما گیا!

ماں : (خوش ہوکر بلائیں لیتی ہے) اے میں قربان۔ کبھی کبھی آدمی ایسے بھی خواب دیکھنے لگتا ہے۔

ابوالحسن : خواب؟ ہاں ہوسکتا ہے یہ خواب ہی ہو۔ میں نے دیکھا کہ میں خلیفہ ہوں۔ میری خدمت کے لیے کنیزیں اور غلام ہیں۔ (ہاتھ سے ماتھا رگڑتا ہے) ... مجھے خود یقین نہیں آتا تھا۔ تب میں نے ایک کنیز سے کہا۔ ذرا میری اُنگلی میں کاٹ ... (ایک دم اپنی اُنگلی ہاتھ سے پکڑ کر چلّانے لگتا ہے) ... نہیں نہیں ... یہ خواب نہیں ہوسکتا ... ہٹو، مجھے جانے دو، میرے دربار کا وقت ہوگیا ہے۔ (اُٹھنے لگتا ہے)

ماں : (ابوالحسن کے دونوں ہاتھ پکڑ کر) بیٹا، خدا کے لیے ... ہوش کی باتیں کر۔ یہ کیا بک رہا ہے؟ کہیں خلیفہ کو خبر ہوگئی تو تیرا بھی وہی حال ہوگا جو ہمارے محلے کے امیر اور اس کے ساتھیوں کا ہوا ...!

ابوالحسن : (امیر کے ذکر پر چونکّا ہوکر) کیوں، کیوں؟ اُنھیں کیا ہوا؟

ماں : اے ہونا کیا تھا! جب ان کی بدمعاشیاں حد سے بڑھیں تو کل کوتوال نے خلیفہ کے حکم سے سب کو خوب کوڑے لگوائے۔ پھر ان کے منہ پر کالک پوت کر اونٹ پر اُلٹا سوار کیا اور سارے شہر میں گھمایا۔ مجھے ڈر ہے خدانخواستہ تیری بھی یہی گت ...

ابوالحسن : (اُچھل کر) میں نے کیا کہا تھا۔ کیوں بڑی بی۔ اب بھی تجھے یقین نہیں آیا؟ کان کھول کر سن لے کہ وہ میں ہی تھا جس نے امیر کو سزا دینے کا حکم دیا تھا اور تو ہے کہ اتنی دیر سے مجھے معلوم نہیں کیا سِکھا پڑھا رہی ہے!

ماں : (رونے لگتی ہے) اللہ! یہ میرے بچے کو کیا ہوگیا!

ابوالحسن : (شاہی لہجے میں) سچ سچ بتا کہ میں تیرا کون ہوں:؟

ماں : (آنسو پونچھ کر ابوالحسن کی بلائیں لینے لگتی ہے) تو! تو میرا لعل ابوالحسن ہے۔ تجھے میں نے اپنی گود میں کھلایا ہے۔ آج نہ جانے کیوں تو خود کو امیر المومنین کہے جارہا ہے۔ امیر المومنین تو ہم اپنے خلیفہ ہارون رشید کو کہتے ہیں، تو بھلا ایسے بادشاہ کی برابری کیا کرسکتا ہے جو اپنی رعایا کو بے مانگے ہزار ہزار اشرفیاں بانٹ دیتا ہے۔

ابوالحسن : (اشرفیوں کے ذکر پر چونکتا ہے) اشرفیاں! کیسی اشرفیاں؟

ماں : ابھی کل جس وقت اُس امیر اور اس کے گرگوں کو مار پڑ رہی تھی، کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دروازہ جو کھولا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک غلام کھڑا ہے۔ پوچھنے لگا، "ابوالحسن کی ماں تم ہی ہو؟" میں نے کہا، "ہاں۔" بس یہ سنتے ہی اس نے ایک تھیلی میری طرف بڑھائی اور بولا، "لو بڑی امّاں، اس میں پوری ایک ہزار اشرفیاں ہیں اور یہ تم پر خلیفہ کی عنایت ہے۔"

ابوالحسن : (زور سے ہنستا ہے) کیوں! اب بول، کیا کہتی ہے۔ (چھاتی ٹھونک کر) وہ اشرفیاں میں نے بھجوائی تھیں۔ (اُٹھ کر چلنے لگتا ہے۔ ابوالحسن کی ماں دونوں ہاتھوں سے اس کی کمر پکڑ لیتی ہے)

ماں : (چیخ کر) ارے کہاں جاتا ہے۔کیا تجھے اسی دن کے لیے بڑا کیا تھا؟

(تین پڑوسی دوڑتے ہوئے اندر آتے ہیں اور ماں کو اس سے چھڑاتے ہیں)

پہلا پڑوسی : ہائیں ابوالحسن! تجھے اپنی ماں سے جھگڑتے شرم نہیں آتی۔

ابوالحسن : (غصّے میں) میں نہیں جانتا ابوالحسن کس گدھے کا نام ہے اور اس کی ماں کون ہے۔

دوسرا پڑوسی : یہ تیرا گھر نہیں تو اور کس کا ہے؟ اور یہ بوڑھی خاتون تیری نہیں تو کیا ہماری ماں ہے؟

ابوالحسن : بکواس مت کر گستاخ آدمی۔ یہ میری کچھ نہیں لگتی۔ نہ یہ گھر میرا ہے۔سن لو کہ میں امیر المومنین ہوں۔تم سب کا بادشاہ!

ماں : ہائے اللہ! صبح سے یہی رٹ لگی ہوئی ہے کہ میں امیر المومنین ہوں۔ (رونے لگتی ہے)

تیسرا پڑوسی : میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ پاگل ہو گیا ہے۔

ابوالحسن : کیا! تیری یہ ہمت کہ مجھے پاگل کہے! کھڑا تو رہ۔ (بڑھ کر لاٹھی اُٹھا لیتا ہے۔تینوں پڑوسی ڈر کے مارے پیچھے ہٹ جاتے ہیں)

دوسرا پڑوسی : پاگل؟ ارے باپ رے۔ بچاؤ۔ داروغہ صاحب! داروغہ صاحب (پکارتا ہوا دروازے سے باہر گردن نکالتا ہے) داروغہ صاحب! جلدی آئیے۔ یہاں ایک پاگل ہے۔

(داروغہ اندر داخل ہوتا ہے)

داروغہ : (بھاری آواز میں) یہ کیا بلوا مچا رکھا ہے؟

پہلا پڑوسی : داروغہ صاحب! ذرا اِس کو دیکھیے۔ بیٹھے بٹھائے اپنے آپ کو امیر المومنین کہنے لگا ہے۔

تیسرا پڑوسی : صاحب یہ پاگل ہو گیا ہے۔اس کو جلدی ہی بند نہیں کیا گیا تو محلے والوں کے لیے سخت خطرہ ہے۔

داروغہ : (ابوالحسن سے) کیوں بے۔ابھی کل اُس امیر کا حشر دیکھ چکا ہے۔اس کے بعد بھی ہوش ٹھکانے نہیں آئے؟

ابوالحسن : (دانت پیس کر) نمک حرام۔تری یہ مجال کہ اپنے خلیفہ سے ابے تبے کرے۔ٹھہر تو سہی...!

داروغہ : لینا تو اِسے (تینوں پڑوسی ابوالحسن کو مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں۔داروغہ کوڑا نکال کر ابوالحسن کو مارتا ہے۔اُس کی ماں پھر رونے لگتی ہے)

ماں : خدا کے لیے اسے نہ مارو۔ یہ پاگل نہیں ہوا ہے۔اس کو شیطان نے بہکا دیا ہے۔ پرسوں رات وہ ایک سوداگر کے بھیس میں آیا تھا۔

ابوالحسن : اپنی چونچ بند رکھ بڑھیا! آج ہم دربار میں اس داروغہ کو ایسی سزا دیں گے کہ لوگ اُس امیر کی درگت بھول جائیں گے۔

داروغہ : (بھنویں چڑھا کر) آ چ....چھا (ابوالحسن کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر دروازے کی طرف چلتا ہے)

ماں : کہاں لیے جا رہے ہو میرے بچے کو۔ خدا کے واسطے اسے چھوڑ دو۔اس پر کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے۔

منظر – ۸

مقام : قید خانہ

(ابوالحسن بری حالت میں لوہے کے ایک پنجرے میں بند ہے۔ابوالحسن کی ماں داخل ہوتی ہے)

ماں : (پنجرے کے قریب جاکر روتی ہوئی) میرے لعل ۔ میں تجھ پر قربان ۔ پندرہ دن سے پنجرے میں بند ہے۔

ابوالحسن : (ماں کے ہاتھ پکڑ کر) ہائے میری امّاں ۔ (چیخیں مار مار کر روتا ہے) مجھے یہاں سے نکلواؤ امّاں ۔ روز مجھے کوڑے مارتے ہیں ۔ مجھے 'امیر المومنین' کہتے ہیں ۔نہیں اماں ۔ میں امیر المومنین نہیں بننا چاہتا۔

ماں : (خوش ہوکر) پھر تو اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے؟

ابوالحسن : (آنسو پونچھ کر) میں تمھارا بیٹا ہوں ... ابوالحسن !

ماں : ہائے ... تجھے پہلے یہ بات کیوں نہ سوجھی؟ ناحق اپنی دُرگت بنوائی اور مجھے بھی ہلکان کیا۔

ابوالحسن : (اپنا ماتھا رگڑتا ہے) سمجھ میں نہیں آتا اماں ۔ وہ سب مجھے اچھی طرح یاد ہے۔کنیزیں تھیں، غلام تھے، دربار لگا تھا۔کیا یہ صرف خواب تھا؟

ماں : میں تو جانتی ہوں، یہ سب اسی سوداگر کی کارستانی ہے ۔ وہ موا شیطان تھا جس نے تجھے بہکا دیا۔

ابوالحسن : ہاں ہاں، ضرور یہی بات تھی ! مگر اماں مجھ کو یہاں سے چھٹکارا دلاؤ، نہیں تو میں مَر جاؤں گا۔

ماں : (ابوالحسن کی بلائیں لیتی ہوئی) اے، خدا نہ کرے، خدا نہ کرے۔

(داروغہ داخل ہوتا ہے)

داروغہ : بڑی بی جاؤ بس۔اب کل آنا۔

ماں : داروغہ صاحب ! میرا بیٹا ٹھیک ہوگیا ہے ۔ بالکل ٹھیک ہوگیا۔اب وہ اپنے کو ابوالحسن کہتا ہے ۔ پوچھ کر دیکھ لیجیے۔

داروغہ : (ابوالحسن سے) کیوں جناب ۔اب تو آپ کے دماغ کے کیڑے جھڑ گئے؟

ابوالحسن : جی بالکل ۔ بالکل ۔اور اگر جلدی ہی مجھے چھوڑا نہ گیا تو سر کے بال بھی جھڑ جائیں گے۔

داروغہ : خوب ! کیا میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں؟

ابوالحسن : جی، خاکسار کو ابوالحسن کہتے ہیں۔

داروغہ : (تعجب کے لہجے میں) بھئی واہ ! اور یہ بڑی بی جو کھڑی ہیں، یہ کون ہیں؟

ابوالحسن : یہ میری والدۂ محترمہ ہیں جنھوں نے مجھے بچپن سے ....

داروغہ : (بات کاٹ کر) بس بس ! تو گویا اب تم بالکل ٹھیک ہو ! (کہتے ہوئے پنجرے کا قفل کھول دیتا ہے۔ابوالحسن باہر نکل کر ماں کے گلے لگ جاتا ہے)

ماں : (ابوالحسن کو تھپکتے ہوئے) خدا آپ کو سلامت رکھے داروغہ صاحب !

داروغہ : مگر دیکھو ابوالحسن، تمھارے سر پر یہ بھوت پھر نہ سوار ہونے پائے ...

(ماں بیٹا چلے جاتے ہیں)

منظر - ۹

مقام : بغداد کا پُل

(قید سے چھوٹ کر ابوالحسن پھر پہلے کی طرح روز ایک مہمان کو اپنے گھر لے جا کر اس کی دعوت کرتا ہے۔ اس وقت بھی وہ پل پر بیٹھا کسی مسافر کا انتظار کر رہا ہے)

ابوالحسن : (اپنے آپ سے) ارے بھئی کوئی اللہ کا بندہ اِدھر بھی آ نکلے۔ کیا آج کوئی نہیں آئے گا۔ (ہاتھ سے آنکھوں پر چھجا بنا کر داہنی طرف دیکھتا ہے) اوہو ہو۔ کوئی آ رہا ہے۔ کہیں باہر ہی کا معلوم ہوتا ہے۔ (اور ذرا غور سے دیکھتا ہے) پیچھے پیچھے ایک دُم چھلا بھی لگا ہوا ہے... اس کا غلام ہے شاید... اررر... رے باپ...!! (بوکھلا جاتا ہے) یہ... یہ تو وہی موصل کا سوداگر ہے!! کم بخت پھر اِدھر آ ٹپکا! خدا بچائے اس منحوس سے۔

سوداگر : (قریب آ کر) بھائی ابوالحسن۔ السلام علیکم۔ مجھے پہچانا؟

ابوالحسن : (منہ پھیرے پھیرے) جاؤ میاں، اپنا رستہ ناپو۔ میں تمھیں نہیں پہچانتا۔

سوداگر : ہائیں!! اتنی جلدی بھول گئے مجھے۔ تم نے اپنے مکان پر میری دعوت کی تھی۔ واہ! کیا لذیذ کھانا کھلایا تھا۔

ابوالحسن : کی ہو گی دعوت۔ روز ہی کسی نہ کسی کی دعوت کرتا ہوں۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ایک ایک کی صورت بھی یاد رکھتا پھروں۔

سوداگر : یہ بے مروّتی! آخر تمھیں مجھ سے کیا تکلیف پہنچی کہ اتنے ناراض ہو؟

ابوالحسن : کچھ نہیں، آپ تو بڑے بھولے بھالے ہیں۔ بس اتنا احسان کرو کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔

سوداگر : (ابوالحسن کے گلے لگ کر) یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ میں بھلا تمھارے ایسے دوست کو چھوڑ دوں؟ مگر آخر ہوا کیا؟ کیوں مجھ سے اس قدر خفا ہو!!

ابوالحسن : اب پوچھتے ہو تو بتائے دیتا ہوں۔ ہوا یہ کہ میں نے جب تمھاری دعوت کی تھی تو کہہ دیا تھا کہ باہر کا دروازہ بند کرتے جانا۔ مگر تم نے میری بات نہ مانی...

سوداگر : ہاں یہ تو سچ ہے! واقعی مجھے خیال نہیں رہا تھا۔

ابوالحسن : اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دروازہ کھلا پا کر شیطان اندر گھس آیا۔ اور اس نے میرے دماغ میں یہ خیال ڈال دیا کہ میں خلیفہ ہو گیا ہوں۔

سوداگر : (تعجب سے) اوہو! تو پھر؟

ابوالحسن : پھر یہ کہ میں نے اسی خیال میں اپنی ماں کو ڈانٹا۔ خدا مجھے معاف کرے۔ اپنے پڑوسیوں پر لٹھ لے کر دوڑا۔ انھوں نے مجھے پاگل جان کر داروغہ کو بلایا اور قید کروا دیا۔ وہ روز شام کو میری پیٹھ پر کوڑے لگواتا اور پوچھتا تھا "اور کوئی خدمت امیر المومنین؟"... اگر تمھیں یقین نہ آتا ہو تو یہ دیکھو کوڑوں کے نشان۔ (پیٹھ کھول کر خلیفہ کو نشان دِکھاتا ہے)

سوداگر : (افسوس کرتے ہوئے) آہ! مجھے نہیں معلوم تھا کہ میرے دوست پر یہ مصیبت ٹوٹی ہے۔

ابوالحسن : صرف تمھاری وجہ سے!

سوداگر : اچھا خیر جو ہوا سو ہوا۔ میرا قصور معاف کر دو۔ اس بار تو موصل سے آیا ہی اس لیے ہوں کہ ایک دفعہ اور تمھارے ساتھ کھانے پینے کا لطف اُٹھاؤں۔

ابوالحسن : نہیں نہیں، مجھے معاف ہی رکھو۔ اب میں نے قاعدہ بنا لیا ہے کہ ایک مرتبہ سے زیادہ کسی کو اپنے گھر نہیں لے جاؤں گا۔

سوداگر : نہیں دوست، مجھے ٹالنے کی کوشش نہ کرو۔

ابوالحسن : (کچھ دیر سوچنے کے بعد) خیر، اب تمھاری بات کیا ٹالوں۔ چلو۔ مگر ایک وعدہ ابھی سے کرلو۔

سوداگر : وہ کیا؟

ابوالحسن : کہ اب کی بار جاتے وقت باہر کا دروازہ بند کرنا نہ بھؤلو گے۔

سوداگر : ٹھیک ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔

منظر - ۱۰

مقام : خلیفہ کا محل

(خلیفہ محل میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کے پیچھے کافور ابوالحسن کو اپنے کندھے پر لادے ہوئے داخل ہوتا ہے۔ سب لوگ خلیفہ کو سلام کرتے ہیں۔ خلیفہ سلام کا جواب دے کر مسرور کو آواز دیتے ہیں)

مسرور : (آگے بڑھ کر) امیر المومنین!

خلیفہ : اس بے چارے کو میری وجہ سے بہت تکلیفیں اُٹھانا پڑی ہیں۔ آج پھر میں اس سے ملا۔ اس کے گھر جا کر دعوت کھائی اور بے ہوش کر کے اسے اپنے ساتھ اُٹھوا لایا۔ آج بھی یہ میری جگہ سوئے گا...اور کل سویرے یہ ابوالحسن نہیں ہوگا۔

مسرور : میں سمجھ گیا امیر المومنین۔

خلیفہ : اور اب میں اسے اتنا انعام دوں گا کہ یہ اپنی تمام پچھلی تکلیفیں بھول جائے گا...اس کو میرا لباس پہنا کر بستر پر لٹا دو۔

(مسرور حکم کی تعمیل کرتا ہے)

منظر - ۱۱

مقام : محل میں سونے کا کمرہ

(ابوالحسن خلیفہ کے بستر پر پڑا سو رہا ہے۔ سب خدمت گار اپنے اپنے سامان کے ساتھ تیار کھڑے ہیں۔ خلیفہ پردے کے پیچھے سے یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔ مسرور ابوالحسن کو پہلے کی طرح جگاتا ہے)

مسرور : (ابوالحسن کے شانے پر ہاتھ رکھ کر) امیر المومنین!

ابوالحسن : نہیں نہیں! میں ابوالحسن ہوں۔ میں یہ خواب دیکھنا نہیں چاہتا۔ (بیٹھ کر آنکھیں کھول دیتا ہے) ایں...آنکھیں کھولنے پر بھی...!! (بے تحاشا بستر پر کھڑا ہو کر چلّاتا ہے) او سوداگر کے بچے...! تو نے پھر دروازہ کُھلا چھوڑ دیا...!!

مسرور : (بڑی گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے) امیر المومنین، امیر المومنین، خیر تو ہے؟

ابوالحسن : کیا بک رہا ہے ملعون! میں ابوالحسن ہوں۔

مسرور : امیر المومنین! یہ ابوالحسن کون ہے؟ کل بھی حضور نے اسی کا نام لیا تھا اور اپنے کو امیر المومنین ماننے سے انکار کر دیا تھا! پھر بعد میں اسی ابوالحسن کی ماں کو اشرفیاں بھجوائی تھیں۔

ابوالحسن : (حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر) کل... یہ کل کی بات ہے؟ اس بھیانک خواب کو دو مہینے ہو رہے ہیں۔

مسرور : معلوم ہوتا ہے امیر المومنین نے پھر کوئی خواب دیکھا ہے اور خواب میں پھر وہی مردود ابوالحسن!

ابوالحسن : (غصّے میں تیوریاں چڑھا کر) کیا کہا؟ میں مردود ہوں؟

مسرور : (دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑ کر) توبہ توبہ! میری یہ مجال! میں تو ابوالحسن کی بات کر رہا تھا اس لیے کہ کل بھی سویرے اُٹھ کر حضور نے اسی کا نام لیا تھا اور آج بھی...

ابوالحسن : اُف! (دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیتا ہے) کل اور آج! کل اور آج!! میں کہتا ہوں بیچ میں سے وہ دن کہاں غائب ہو گئے جب میں طوطے کی طرح پنجرے میں بند تھا اور پیٹھ پر کوڑے کھا کر بھینسے کی طرح ڈکراتا تھا!

مسرور : خدا ایسا خواب امیر المومنین کو پھر نہ دِکھائے!

ابوالحسن : خواب؟ ارے میری پیٹھ پر کوڑوں کے نشان ابھی تک موجود ہیں۔ لے تو خود دیکھ لے (پیٹھ پر سے لباس ہٹاتا ہے)

مسرور : (جھک کر اس کی پیٹھ دیکھتا ہے) کہیں بھی نہیں حضور، آپ کی پیٹھ تو آئینے کی طرح صاف ہے۔

ابوالحسن : ایں! آئینے کی طرح! (چلّاتا ہے) خدا مجھے شیطان سے بچائے! پھر وہ ساری مصیبتیں جو مجھ پر گزریں؟ کیا وہ خواب تھا! (خوش ہوکر) ہاں یہی ٹھیک ہے۔ (آواز کو رعب دار بناتے ہوئے) تو ہم امیر المومنین ہیں۔

داروغہ : (پردے کے پیچھے سے) امیر المومنین! اب آپ کا یہ غلام آپ کی خدمت کے لیے تیار ہے، بسم اللہ! (کوڑا چلنے کی آواز آتی ہے)

ابوالحسن : (سہم کر) نہیں، میں امیر المومنین نہیں ہوں (مسرور سے) تم نے یہ آواز سنی؟

مسرور : خواب میں سنی ہوئی آوازیں ابھی تک حضور کے کان میں گونج رہی ہیں۔

ابوالحسن : آہ! (لیٹ جاتا ہے) سمجھ میں نہیں آتا کہ اُسے خواب سمجھوں یا اِسے.... (اُٹھ کر کنیز کو آواز دیتا ہے) کنیز! لے بھلا میری اُنگلی میں کاٹ تو سہی، خوب زور سے! (اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے)

کنیز : میری ہمت نہیں پڑتی، امیر المومنین۔

ابوالحسن : بس یہ آخری امتحان ہے۔ اگر تکلیف سے میری آنکھ کھل گئی تو ابوالحسن ورنہ امیر المومنین۔

کنیز : (پردے کی طرف دیکھتی ہے۔ خلیفہ پردے کے پیچھے سے اسے اشارہ کرتے ہیں) میری خطا معاف فرمائیں، امیر المومنین۔ (ابوالحسن کی اُنگلی میں کاٹتی ہے)

ابوالحسن : (بلبلاکر بستر پر سے کُود پڑتا ہے) ہائے مار ڈالا!

(خلیفہ ابوالحسن کو ناچتا دیکھ کر ہنستے ہوئے پردے سے باہر نکل آتے ہیں)

خلیفہ : (ہنسی روکنے کی کوشش کرتے ہوئے) ابوالحسن خدا کے لیے بس کر۔ کیا ہنساتے ہنساتے مار ہی ڈالے گا؟ (ابوالحسن چونک کر خلیفہ کو گھورنے لگتا ہے)

ابوالحسن : (پہچان کر) مو....صل کا سوداگر!

خلیفہ : (مسکراتے ہوئے) نہیں!

ابوالحسن : پھر....؟

مسرور : امیرالمومنین ہارون رشید۔

ابوالحسن : کیا؟ (دیر تک حیران کھڑا رہتا ہے پھر ایک دم جھک کر سلام کرتے ہوئے) مگر غلام کی سمجھ میں نہیں آیا کہ حضور نے میرے ساتھ کیوں یہ مذاق فرمایا۔

خلیفہ : اس لیے کہ اس امیر اور اس کے ساتھیوں کو تمھارے ہی ہاتھوں سزا دلوا دوں۔ میں سمجھا تھا کہ اپنے گھر میں آنکھ کھلنے پر تم اس واقعے کو خواب سمجھ کر بھول بھال جاؤ گے۔

ابوالحسن : سبحان اللہ! تو گویا اس معاملے میں ساری خطا میری ہی تھی...؟ خیر، مگر اب میری ایک درخواست ہے۔

خلیفہ : وہ کیا؟

ابوالحسن : کہ مجھے کبھی کبھی حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملتا رہے۔

خلیفہ : جعفر! آج سے ہم نے ابوالحسن کو اپنا خاص مصاحب مقرر کیا۔ اس کو ایک مکان دیا جائے، ماہانہ تنخواہ مقرر کی جائے اور اب تک جتنے کوڑے اس نے کھائے ہیں، اتنی ہی اشرفیاں اسے انعام میں دی جائیں۔

ابوالحسن : (جھک کر سلام کرتا ہے) خدا امیرالمومنین کو ہزاروں برس سلامت رکھے...مگر...کہیں یہ بھی حضور کا مذاق تو نہیں؟

خلیفہ : (ہنستے ہوئے) نہیں...وہ خلیفہ کا مذاق تھا اور یہ خلیفہ کا حکم ہے۔

ابوالحسن : ڈر رہا ہوں کہ کہیں ابھی تک خواب ہی نہ دیکھ رہا ہوں۔

کنیز : یقین نہ آتا ہو تو لاؤ ایک مرتبہ پھر تمھاری اُنگلی میں کاٹ کھاؤں؟

خلیفہ : (ہنسنے لگتے ہیں) ہاں ہاں، یہ ٹھیک ہے۔

ابوالحسن : (گھبرا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے) نہیں بابا! مجھے بالکل یقین آ گیا۔

(سب ہنسنے لگتے ہیں۔ پردہ گرتا ہے)

مشقی سرگرمیاں

* **اضافی مطالعے کے ڈرامے پر دی ہوئی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔**

ا۔ ڈرامے میں بیان کردہ مقامات کے نام لکھیے۔
۲۔ ڈرامے کے اہم کرداروں کے نام اور ان کی شناخت لکھیے۔
۳۔ دعوت قبول کرنے والوں کے لیے ابوالحسن کی شرط لکھیے۔
۴۔ خلیفہ کے موصل کے سوداگر کا بھیس بدلنے کی وجہ لکھیے۔
۵۔ ابوالحسن کو ایک دن کا خلیفہ بنائے جانے کا سبب لکھیے۔

* **ذیل کی سرگرمیوں کو وضاحت کے ساتھ مکمل کیجیے:**

(i) ابوالحسن کے قید خانہ جانے کے واقعے کو مختصراً بیان کیجیے۔
(ii) ابوالحسن کے دوستوں اور دوستی کے نظریے سے متعلق اپنی رائے تحریر کیجیے۔
(iii) ”وہ خلیفہ کا مذاق تھا اور یہ خلیفہ کا حکم ہے“ سبق کے حوالے سے اس بیان کو واضح کیجیے۔
(iv) ڈرامے سے اپنے کسی پسندیدہ کردار پر روشنی ڈالیے۔
(v) سندباد، علی بابا اور الٰہ دین کے قصے بھی ’الف لیلہ‘ کی داستان میں شامل ہیں، انھیں تلاش کرکے پڑھیے۔

* **دیے ہوئے حروف کے نمبروں کے مطابق ذیل کے جوابی نمبروں سے صحیح ترتیب نقل کرکے بننے والا لفظ لکھیے۔ (دائیں سے بائیں)**

i) ’افسردہ/مرجھایا ہوا‘ کے مفہوم والا لفظ :

حروف کے نمبر:	پ	د	ر	ژ	م	ہ
	1	2	3	4	5	6

(i) 1 2 5 4 6 3 (ii) 6 2 3 5 4 1
(iii) 1 5 4 3 2 6

ii) ’جھگڑا/تنازع‘ کے معنی والا لفظ ترتیب پاتا ہو۔

حروف کے نمبر:	ض	ق	ہ	ی
	1	2	3	4

(i) 2 4 3 1 (ii) 2 3 1 4 (iii) 3 4 1 2

اضافی معلومات

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

معروف مؤرّخ سر جادو ناتھ سرکار کے مطابق ہندوستان میں فنونِ لطیفہ کو انگریزی عہدِ حکومت میں حیاتِ ثانی دینے والے وائسرائے لارڈ کرزن نے ۱۹۰۳ء میں جب خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری کے ذخائر دیکھے تو ان کی زبان پر فارسی کا یہ مشہور شعر تھا، ”اگر فردوس بر روئے زمیں است – ہمیں است وہمیں است وہمیں است۔“ جادو ناتھ سرکار ہی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے (خدا بخش کے) تحفے کی قدر و قیمت اور ہماری قوم کی ترقی میں اس کی اہمیت بڑھتی جائے گی۔“ جب یہ عبارت لکھی جارہی تھی تو کتب خانے میں مخطوطات کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ آج یہ تعداد اٹھارہ ہزار سے بھی آگے بڑھ چکی ہے۔ دنیا بھر میں اپنے نادر و کمیاب عربی و فارسی مخطوطات کے اس کتب خانے کے قیام کا سہرا ایک فرماں بردار بیٹے کی اپنے باپ کی آخری خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ ۱۸۷۶ء میں مولوی محمد بخش نے انتقال کے وقت خدا بخش کو اپنے جمع کیے ہوئے ۱۴۰۰ مخطوطات دیتے ہوئے وصیت کی کہ ان مخطوطات سے ایک عام کتب خانہ قائم کردیا جائے۔ کتب خانے کی تاریخ میں ۱۸۷۶ء بہت مبارک سال تھا کہ اسی سال امریکہ میں کارکنانِ کتب خانہ کی انجمن قائم ہوئی، اسی سال ڈیوی درجہ بندی ضابطے کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا اور چند ماہ بعد ہی انگلینڈ میں بھی ایک لائبریری انجمن قائم کی گئی۔ خدا بخش صاحب پٹنہ کے کامیاب وکلا میں سے تھے۔ وہ چند برس کے لیے حیدرآباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بھی بنائے گئے تھے۔ ان کی سماجی خدمات کی بدولت انگریز حکومت نے انھیں ’خان بہادر‘ کا خطاب دیا تھا۔ ایک مصروف زندگی گزارنے کے باوجود وہ اپنے والد کی وصیت کی تکمیل سے غافل نہیں رہے۔ کتب خانے کے لیے پٹنہ کے بانکی پور علاقے میں ایک خوب صورت عمارت تعمیر کرائی جس میں ۱۸۹۱ء میں بنگال کے لیفٹیننٹ گورنر کے ہاتھوں کتب خانے کا افتتاح ہوا۔ کتب خانے میں ۲۱,۱۳۶ مخطوطات اور ڈھائی لاکھ مطبوعات ہیں۔

خط نویسی

خط لکھنا ایک فن ہے۔ خط میں اپنے خیالات واحساسات کو مختصر اور جامع انداز میں تحریر کیا جاتا ہے۔ ماضی قریب میں خط کو بہت اہمیت حاصل رہی ہے۔ سابقہ جماعتوں میں آپ زبان وادب کے مشہور افراد کے خطوط کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ ایک وقت تھا جب ہم اپنے متعلقین کو پابندی سے خط لکھا کرتے تھے لیکن ٹیلی فون، موبائل، ای میل اور رابطے کے دیگر جدید ترین وسائل کے مروّج ہوجانے کی وجہ سے خطوط کا لکھنا کم ہوتا جارہا ہے لیکن خط کے ذریعے تبادلۂ خیالات میں کمی آجانے کے باوجود اس کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ خط کی دو قسمیں ہیں۔

رسمی خط	غیر رسمی خط
عریضہ، درخواست، کاروباری خط	رشتہ داروں، دوستوں وغیرہ کو لکھا جانے والا خط

موجودہ دور میں خط لکھنے کے لیے ای میل اور دیگر تکنیکی وسائل کا استعمال بڑھ گیا ہے۔ مستقبل میں ان وسائل کا بہت زیادہ استعمال ہوگا اس لیے تکنیک کے پیش نظر خط نویسی کے اس طریقے کو متعارف کیا جارہا ہے۔

رسمی خط	غیر رسمی خط
تاریخ	تاریخ
مکتوب الیہ کا نام، عہدہ	القاب وآداب
رابطے کا پتہ	
القاب	احوال کا اظہار اور خیریت پُرسی
مقصد	آپسی معاملات کا اظہار
خط کا مضمون : تمہید، موضوع کا مختصر بیان اور تجویز	رشتے اور تعلق کے لحاظ سے جملے
	اختتامی کلمات
مکتوب نگار کے دستخط	
نام اور پتا	مکتوب نگار کے دستخط
انسلاکات : اگر خط/عریضے کے ساتھ کوئی دستاویزی کاغذ منسلک کیا جارہا ہے تو اس کا تذکرہ۔	نام اور پتا

جانچ کے نکات: پانچ نمبرات پر مشتمل اس تحریری سرگرمی کی قدر پیمائی کے لیے خط کا خاکہ، مقصد، القاب، نفسِ مضمون اور پیشکش کے مدِنظر نمبرات دیے جائیں۔ نفسِ مضمون پر خاص توجہ دی جائے۔

نمونہ سرگرمی برائے خط نویسی

دیے گئے 'کل مہاراشٹر مقابلۂ دینیات سلسلہ نمبر ۳' سے متعلق اعلامیے کو بغور پڑھیے اور ہدایت کے مطابق سرگرمی کو مکمل کیجیے۔

اُردو پروگریسیو ٹیچرس ایجوکیشنل کلچرل سوسائٹی (UPTECS)

کے زیرِ اہتمام

کل مہاراشٹر مقابلۂ دینیات سلسلہ نمبر ۳

بروز پیر اور منگل، یکم اور ۲ جنوری ۲۰۱۸ء

مقام : اے۔آر۔ایم ملٹی پرپز ہال، ناندگاؤں

عنوانات

- وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
- سرورِ کونینؐ کے فرمان اور ہم
- محمدؐ - امن اور سلامتی کے علمبردار

تقریری مقابلہ

بروز پیر، یکم جنوری ۲۰۱۸ء
صبح ۹ بجے تا شام

مضمون نویسی

بروز منگل، ۲ر جنوری ۲۰۱۸ء
صبح نو بجے تا دوپہر ایک بجے

جونیئر گروپ

جماعت پنجم تا ہشتم

سینئر گروپ

جماعت نہم تا دہم

انعامات :

اوّل	:	شیلڈ + 2500 روپے نقد + سرٹیفکیٹ
دوم	:	کپ + 2100 روپے نقد + سرٹیفکیٹ
سوم	:	گفٹ ہیمپر + 1700 روپے نقد + سرٹیفکیٹ

آپ کو مدعو کرتے ہوئے دلی مسرت محسوس کرتے ہیں۔اُمید کہ مقابلے میں شریک ہو کر محبت و عقیدت کا ثبوت دیں گے۔

صدر ——— المنتظرین ——— سکریٹری

سوال ۱ : آپ کے چھوٹے بھائی نے اس تقریری مقابلے میں اوّل انعام حاصل کیا ہے۔اسے تہنیتی خط لکھیے۔

سوال ۲ : آپ کے دوست نے مضمون نویسی مقابلے میں حصہ لیا۔انعام نہ ملنے کی وجہ سے بہت مایوس ہے۔ حوصلہ افزائی کے لیے خط لکھیے۔

سوال ۳ : انھی تاریخوں میں آپ کے اسکول میں 'سالانہ تقریب' کا انعقاد ہو رہا ہے۔آپ کے اسکول کے طلبہ اس مقابلے میں شریک نہیں ہو سکتے۔اس کے لیے معذرتی خط صدر و سکریٹری کے نام لکھیے۔ (نکات میں اضافے کی اجازت ہے۔)

خلاصہ نویسی

تلخیص یا خلاصہ نویسی دراصل پڑھے گئے لسانی مواد کی تفہیم کے ماحصل کی جانچ ہے یعنی طلبہ نے مثال کے طور پر جو سبق پڑھا تو اسے سمجھ کر وہ پڑھے گئے مواد کو اپنے لفظوں میں کس حد تک بیان کرسکتا ہے۔ تفصیلی مواد کا خلاصہ تحریر کرنا اہم تحریری مہارت ہے۔ اس سرگرمی کو فروغ دینے کے لیے خلاصہ نویسی کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔

خلاصہ صرف سطروں کی کانٹ چھانٹ یا جملے کم کر کے لکھنا نہیں ہے بلکہ کسی مفصل خیال کو جامع اور مختصر انداز میں تحریر کرنا ہے۔

خلاصہ تحریر کرنے سے قبل -
- ☆ عبارت کو دو تین مرتبہ غور سے پڑھ لیا جائے۔
- ☆ عبارت کے مرکزی خیال کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیا جائے۔

خلاصہ تحریر کرتے وقت -
- ☆ عبارت کے جملے، الفاظ، تراکیب کو ہو بہو نقل نہ کیا جائے۔
- ☆ صرف مرکزی خیال اور اہم نکات کو اختصار کے ساتھ اپنے جملوں میں لکھا جائے۔
- ☆ خلاصے کی عبارت ادھوری محسوس نہ ہو اور نہ ہی کسی نکتے کو نظر انداز کیا جائے۔

خلاصے کا نمونہ-۱

☆ **دیے ہوئے اقتباس کو پڑھ کر خلاصہ لکھیے۔**

احاطے کے شمالی گوشے میں ایک نیم کا درخت ہے۔ کچھ دن ہوئے ایک وارڈر نے اس کی ٹہنی کاٹ ڈالی تھی اور جڑ کے پاس پھینک دی تھی۔ بارش ہوئی تو تمام میدان سرسبز ہونے لگا۔ نیم کی شاخوں نے بھی زرد چیتھڑے اُتار کر بہار کی شادابی کا نیا جوڑا پہن لیا۔ جس ٹہنی کو دیکھو ہرے ہرے پتّوں اور سفید سفید پھولوں سے لدرہی ہے لیکن اس کٹی ہوئی ٹہنی کو دیکھیے تو گویا اس کے لیے کوئی انقلابِ حال ہوا ہی نہیں، ویسی ہی سوکھی پڑی ہے۔

یہ بھی اس درخت کی ایک شاخ ہے جسے برسات نے آتے ہی زندگی اور شادابی کا نیا جوڑا پہنا دیا۔ یہ آج بھی دوسری ٹہنیوں کی طرح بہار کا استقبال کرتی ہے مگر اب اسے دنیا کے موسمی انقلابوں سے کوئی سروکار نہ رہا۔ بہار و خزاں، گرمی اور سردی، خشکی و طراوت اس کے لیے سب یکساں ہوگئے۔

کل دوپہر کو اس طرف سے گزر رہا تھا کہ یکایک اس شاخِ بریدہ سے پاؤں ٹکرا گیا۔ میں رُک گیا اور اسے دیکھنے لگا۔ میں سوچنے لگا کہ انسان کے دل کی سرزمین کا بھی یہی حال ہے۔ اس باغ میں بھی اُمید و طلب کے بے شمار درخت اُگتے ہیں اور بہار کی آمد آمد کی راہ تکتے رہتے ہیں لیکن جن ٹہنیوں کی جڑ کٹ گئی اُن کے لیے بہار و خزاں کی تبدیلیاں کوئی اثر نہیں رکھتیں۔ کوئی موسم بھی انھیں شادابی کا پیغام نہیں پہنچا سکتا۔

خلاصہ-۱

احاطے کے گوشے میں نیم کا درخت ہے۔ وارڈر نے اس کی ٹہنی کاٹ کر پھینک دی۔ بارش ہوئی تو میدان اور نیم کی شاخوں پر ہریالی اور سرسبزی آ گئی۔ درخت کی ٹہنیاں ہرے پتوں اور سفید پھولوں سے لد گئیں مگر کٹی ہوئی ٹہنی یونہی سوکھی رہ گئی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ موسم کی تبدیلی کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ سب موسم اس کے لیے یکساں ہو گئے۔ ٹہنی کی اس حالت کو دیکھ کر احساس ہوا کہ انسان کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ جو لوگ حق کی جڑ سے کٹ گئے ان پر کوئی بات اثر نہیں کرتی۔

جانچ کے نکات: جانچ کے دوران خیالات کا تسلسل، متن کا مرکزی خیال، صحتِ زبان اور اختصار کا خصوصی خیال رکھا جائے۔

درسی ، غیر درسی اقتباس پر مبنی سرگرمیاں

اقتباس پر مبنی سرگرمیاں دراصل تفہیم، انطباق، استعمال اور ذاتی رائے کی جانچ ہے۔

اقتباس کا انتخاب :

۱۔ درسی یا غیر درسی اقتباس ۱۳۰ تا ۱۵۰/الفاظ پر مشتمل ہو۔
۲۔ اقتباس مکمل ہو۔ ادھوراپن محسوس نہ ہو۔
۳۔ اقتباس غور و فکر اور تحریک دینے والا ہو۔
۴۔ اقتباس سے متعلق آزادانہ رائے دی جاسکتی ہو۔

سرگرمیاں :

۱۔	تفہیم کی جانچ کے لیے چار آسان معروضی سرگرمیاں	½ × 4 = 2
۲۔	انطباق کی جانچ کے لیے ایک آسان تفصیلی سرگرمی	2 × 1 = 2
۳۔	استعمال کی جانچ کے لیے قواعد یا ذخیرۂ الفاظ پر مبنی دو سرگرمیاں	1 × 2 = 2
۴۔	ذاتی رائے کے اظہار کی جانچ کے لیے ایک سرگرمی	2 × 1 = 2

جانچ کے نکات :

۱۔ تفہیم اور ذخیرۂ الفاظ پر مبنی سرگرمیاں - جواب ہدایات کے مطابق ہوں۔
۲۔ انطباق پر مبنی تفصیلی سرگرمی - اقتباس کی روشنی میں، مواد کے اعتبار سے تین تا چار جملوں میں لکھا گیا ہو۔
۳۔ قواعد - ہدایت کے عین مطابق ہو۔
۴۔ ذاتی رائے - مواد کے اعتبار سے، خیالات، مشاہدات، ذاتی مطالعے پر مبنی ہو۔ اِملے اور قواعد کا خیال رکھا گیا ہو۔

اشتہار نویسی

آج کا زمانہ اشتہارات کا زمانہ ہے۔ اشتہارات ہماری زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔ تجارت کو فروغ دینے اور تجارتی مال کے تعارف اور اس کے لیے اشتہارات بہت ضروری ہیں۔ اخبارات، پوسٹرس، ہورڈنگ، ٹی وی، انٹرنیٹ اور دیگر رابطے کے تکنیکی وسائل اشتہارات کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اشتہار میں تصویروں، جملوں اور اُن کی مناسب پیش کش کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ (اسکولی سطح پر امتحانی نقطۂ نظر سے اس سرگرمی میں تصویر/فوٹو ضروری نہیں ہے)

دلچسپ اشتہار کے لیے یاد رکھیں...

☆ عنوان آسان، دلچسپ، عام فہم اور پر کشش ہو۔
☆ ہم صوت الفاظ، دلچسپ جملوں اور آفر کا مناسب استعمال ہو۔
☆ اشتہار کے جملے تحریک دینے والے اور اعتماد ظاہر کرنے والے ہوں۔
☆ جاذب نظر ترتیب اور تفصیل ہو۔
☆ کمپنی کا نام، پتا، پروڈکٹ کی تفصیل اور پر کشش آفر واضح ہوں۔

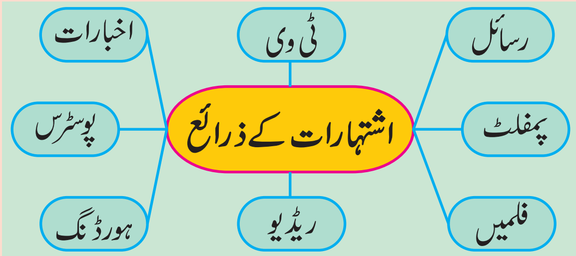

اشتہار کا نمونہ

جانچ کے نکات: اس سرگرمی کے لیے چھ نمبرات مختص ہیں۔ جانچ کرتے وقت اشتہار کی مناسبت سے نکات اور زبان کے استعمال کو مدنظر رکھا جائے۔

خبرنگاری

موجودہ زمانہ عام معلومات میں اضافے کا زمانہ ہے۔خبریں عام معلومات کا بہترین وسیلہ ہیں۔جدید مواصلاتی ٹکنالوجی اور ذرائع ابلاغ ونشریات کی وجہ سے دنیا سمٹ کر ایک گاؤں کی شکل اختیار کرچکی ہے۔دنیا میں کہیں بھی واقع ہونے والے سانحات اور حادثات کی خبریں پل بھر میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جاتی ہیں۔

خبر دراصل واقعے یا حادثے کا حقیقی بیان ہوتا ہے۔خبر کا مقصد معلومات دینا، حالات سے متعلق بیداری پیدا کرنا اور حالات کی حقیقی معلومات بہم پہنچانا ہے۔اس لیے آج خبریں زندگی کا حصہ بن چکی ہیں۔طلبہ میں خبر لکھنے اور بیان کرنے کا طریقہ اور سلیقہ پروان چڑھے،اس لیے 'خبرنگاری' کی تحریری مہارت کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔

خبرنگاری کے لیے یاد رکھیں ...

۱) حادثے یا واقعے کی مکمل اور صحیح معلومات دی جائے۔
۲) دن، تاریخ، وقت، مقام کا تذکرہ کیا جائے۔
۳) حادثے یا واقعے کی اصل حقیقت بیان کی جائے۔
۴) مقامی حالات اور تاثرات کا تذکرہ کیا جائے۔
۵) خبر کو ذاتی خیالات اور جانبداری سے پاک رکھا جائے۔

خبرنگاری کے اہم نکات

۱) سرخی -مکمل خبر کی آئینہ ہوتی ہے اس لیے جلی حرفوں میں سرخی لکھیں۔
۲) ذرائع - خبر دینے والے ذرائع کا تذکرہ کریں۔
۳) بیان - واقعہ یا حادثہ ہونے کے بعد خبر دی جاتی ہے اس لیے خبر میں ماضی کا صیغہ استعمال کریں۔
۴) **تفصیلات** : خبر میں پہلے واقعے یا حادثے کا تذکرہ ہو پھر اس کی تفصیلات ہوں۔

خبر کا نمونہ

موتی ہائی اسکول، خیرآباد میں اپنی نوعیت کا منفرد کریئر گائیڈنس پروگرام

مالیگاؤں، یکم جنوری ۲۰۱۸ (نامہ نگار کے ذریعے) : اُمید فاؤنڈیشن کے یومِ تاسیس کے موقع پر قلب شہر میں واقع موتی ہائی اسکول، خیرآباد کے وسیع میدان میں شہر کے اُردو میڈیم طلبہ و طالبات کی تعلیمی اور پیشہ ورانہ رہنمائی کے لیے یک روزہ 'اُمید-کریئر گائیڈنس، لیکچر و نمائش' کا انعقاد کیا گیا جس میں میڈیکل، کامرس، انجینئرنگ اور مقابلہ جاتی امتحانات کے ماہر اساتذہ نے پاور پوائنٹ پریزنٹیشن، چارٹس، ماڈلس اور شارٹ فلموں کے ذریعے طلبہ کی رہنمائی کی۔اختتام پر اپٹی ٹیوڈ ٹسٹ کے ذریعے انفرادی رہنمائی کا بھی اہتمام تھا۔اس مفید اور کارآمد کریئر گائیڈنس تقریب کی صدارت معروف کریئر کاؤنسلر مختار یوسف انصاری نے کی۔

ابتدا میں اسکولی طالبات نے قرأت، حمد، نعت پیش کی۔اُمید فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری ایم۔علی نے تعارفی و استقبالیہ کلمات پیش کیے اور گل دے کر مہمانان و لیکچررز کا خیر مقدم کیا۔ اسکول کے سپروائزر ریحان ہمدانی نے تفصیل سے اغراض و مقاصد اور اُمید کی کارکردگی و عزائم بیان کیے۔کریئر کاؤنسلر عابد علی نے میڈیکل، پیرامیڈیکل اور فارمیسی کورسیس سے متعلق رہنمائی کی۔ مرتضیٰ انصاری نے داخلہ امتحانات NEET، MHCET کے طریقۂ کار، ضروری دستاویز وغیرہ سے متعلق مفید معلومات دی۔ ڈاکٹر عقیل شاہ نے IIT ، JEE امتحانات کی تیاری پر تفصیلی روشنی ڈالی۔محترم مشتاق عباس نے گورنمنٹ کالجز اور دیگر معیاری کالجز کی نشاندہی کی۔چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ یٰسین صاحب (این بی ایسوسی ایسٹ) نے شعبۂ کامرس سے متعلق رہنمائی کی۔ محترمہ نسیم قریشی نے مقابلہ جاتی امتحانات کی مفید معلومات دی۔ موٹیویشنل لیکچرر متین حفیظ نے شہر اور بیرون شہر مختلف شعبۂ حیات میں شہر کے سرگرم نمائندہ افراد کو رول ماڈل کے طور پر اسٹیج پر پیش کیا اور ان کی زندگی کے نشیب و فراز اور تعلیمی سرگرمیوں سے متعلق طلبہ کو معلومات دی۔ صبح نو سے ایک اور دوپہر تین سے چھے تک چلنے والے اس پروگرام کی طلبہ، سرپرست اور اساتذہ نے خوب تعریف کی۔ تفصیلی پروگرام کی نظامت بالترتیب کاشف ارسلان اور سعد انجم نے کی۔ مصعب عمیر کے شکریے پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

جانچ کے نکات: خبر کی سرخی خبر کا نچوڑ ہوتی ہے۔واقعہ کب ہوا، کہاں ہوا، کیوں ہوا اور کیسے ہوا، تسلسل، خبر کے اہم نکات کی وضاحت۔

کہانی نویسی/ واقعہ نگاری

کہانی یا واقعہ تسلسل سے بیان کرنا مہارت کا کام ہوتا ہے۔عموماً اس کے لیے نکات، اشارے یا تصاویر دی جاتی ہیں جن کی مدد سے کہانی یا واقعے کو بیان کیا جاتا ہے۔کہانی نویسی یا واقعہ نگاری میں مشاہدہ، تخیل اور خیالات کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔

کہانی یا واقعہ لکھتے وقت 'مرکزی خیال' کے ساتھ درج ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں۔

۱) کہانی / واقعہ لکھنے کے لیے موضوع کا انتخاب
۲) موضوع کے مرکزی خیال کی مناسبت سے کردار یا کرداروں کا تعین
۳) واقعے اور کردار کا تعلق
۴) اس تعلق کے اثر سے واقعے / ماجرے کی تشکیل
۵) واقعے / ماجرے کے واقعاتی اجزا میں ربط
۶) واقعے / ماجرے کے بیان میں مناسب زبان کا استعمال
۷) واقعے کا متاثر کن نتیجہ
۸) واقعے /کہانی کے لیے موضوع سے مناسبت رکھنے والا عنوان

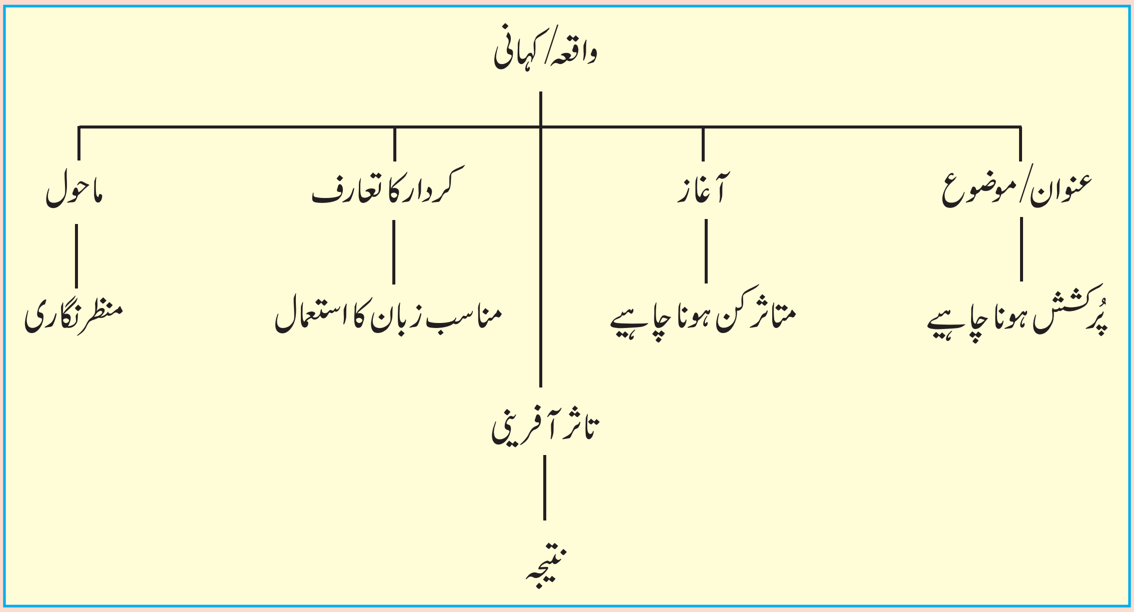

جانچ کے نکات: اس سرگرمی کے لیے چھ نمبرات مختص ہیں۔ جانچ کے لیے مناسب عنوان، مرکزی خیال، مؤثر اندازِ بیان، خیالات میں ربط، کردار سے متعلق مکالمے، علاماتِ اوقاف کا استعمال، زبان کی صحت، نتیجہ وغیرہ نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے نمبرات دیے جائیں۔

مضمون نویسی

کسی عنوان کے تحت اپنے خیالات کو تسلسل اور ربط سے نثر میں تحریر کرنا مضمون نویسی کہلاتا ہے۔

مضمون کے تین اہم حصے ہیں: (الف) تمہید (ب) نفسِ مضمون (مثبت نکات/منفی نکات) (ج) اختتام

تمہید : تمہیدی جملے عنوان سے متعلق مختصر اور دلچسپ ہوں یعنی تمہیدی پیراگراف ایسا ہو کہ قاری پورا مضمون پڑھنے پر مجبور ہو جائے۔

نفسِ مضمون : عنوان سے متعلق ذاتی خیالات، مشاہدات، تجربات، عام معلومات، اقوال، اشعار کو سلسلہ وار تحریر کیا جائے۔ اس میں مثبت اور منفی دونوں نکات شامل کیے جائیں تو نفسِ مضمون جامع اور مُدلّل ہوگا۔

اختتام : اختتامی پیراگراف میں مضمون کا نچوڑ ہوتا ہے۔ اختتام پُر لطف، جامع اور نتیجہ خیز ہونا چاہیے تا کہ قاری پر اس کا اثر دیر پا رہے۔

مضمون نویسی کے لیے اہم نکات

- عمدہ و معیاری زبان
- بہترین خیالات
- مطالعہ
- مشاہدہ
- غور و فکر
- ذخیرۂ الفاظ
- تاثرات

(نوٹ : اس حصے میں ذاتی خیالات پر مبنی مضمون، آپ بیتی، تصوراتی و تخیلاتی مضامین شامل ہیں۔)

جانچ کے نکات: موضوع سے متعلق مناسب تمہید، نفسِ مضمون (موضوع کی ضرورت کے لحاظ سے مثبت و منفی نکات)، جامعیت، دلائل، نتیجہ۔

اضافی معلومات

مکالمہ نگاری

دو یا دو سے زائد افراد کے درمیان ہونے والی گفتگو کو 'مکالمہ' کہتے ہیں۔ مکالمہ لکھنا گفتگو کرنے سے مختلف ہوتا ہے۔ گفتگو کے دوران سامع ہمارے سامنے ہوتا ہے۔ آواز کے اُتار چڑھاؤ اور اندازِ بیان سے بہت ساری باتیں سمجھ میں آجاتی ہیں لیکن مکالمہ تحریر کرتے وقت ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ اس لیے مکالمہ لکھتے وقت مناسب علاماتِ اوقاف اور قوسین کی مدد سے بہت ساری باتیں پیش کرتے ہیں۔

مکالمہ لکھتے وقت یاد رکھیں...

۱) موضوع اور محل کا خاص خیال رکھیں۔

۲) کردار کی مناسبت سے مکالمے کی زبان و بیان لکھیں۔

۳) مناسب علاماتِ اوقاف سے تاثرات کا اظہار کریں۔

۴) مکالمے کے زمانی و مکانی پس منظر کو ذہن میں رکھیں۔

۵) مکالمے زمانۂ حال میں لکھیں۔

۶) مکالمے غیر رسمی، آسان اور دلچسپ ہوں۔ صرف ہاں یا نہیں میں نہ ہوں۔

مکالمہ نگاری کا مقصد تخلیقی صلاحیت کو پروان چڑھانا ہے۔ اس لیے ان باتوں کا دھیان رکھیں...

- دیے ہوئے موضوع یا نکات کے مطابق مکالمہ بامقصد ہو۔
- املا، جملہ درست ہو۔
- مناسب آغاز و اختتام ہو۔

دادا اور پوتے کے مابین مکالمہ

(**نکات :** گزشتہ دس دنوں سے دادا گاؤں سے پونہ آئے ہوئے ہیں۔ مطالعے کے لیے اُردو اخبار نہ ملنے کی وجہ سے پریشان ہیں۔ انٹرنیٹ پر اخبار پڑھنے سے متعلق مکالمہ۔)

دادا جان : پونہ آئے ہوئے دس دن ہو چکے ہیں۔ اب مجھے گاؤں واپس جانا چاہیے۔

پوتا : دادا جان! اب آپ کو یہیں رہنا ہے۔ آپ کیوں جانا چاہتے ہیں؟

دادا جان : تم اسکول چلے جاتے ہو اور تمھارے والد آفس۔ میں اکیلا بور ہوتا ہوں۔ پھر یہاں اُردو اخبار بھی نہیں ملتے۔ وقت گزاری کیسے کروں؟

پوتا : اوہ! آپ کو اُردو اخبار چاہیے۔ ابھی انتظام کرتا ہوں۔

دادا جان : بیٹا! یہاں کہاں ملے گا اخبار؟ کیوں پریشان ہوتے ہو؟

پوتا : دادا جان! یہ انٹرنیٹ کا زمانہ ہے۔ نیٹ پر تمام زبانوں کے اخبار دستیاب ہوتے ہیں۔ آپ کمپیوٹر پر گھر بیٹھے تمام اخبارات پڑھ سکتے ہیں۔

دادا جان : وہ کیسے بیٹا؟

پوتا : یہ دیکھیے۔ میں نے نیٹ شروع کیا۔ یہ رہا گوگل سرچ۔ اب آپ اخبار کا نام بتائیے۔

دادا جان : روزنامہ بیداری۔

پوتا : یہ میں نے ٹائپ کیا 'روزنامہ بیداری'، یہ رہے اِس اخبار کے تمام لنکس۔ اب میں 'بیداری' کی ویب سائٹ کی لنک پر کلک کرتا ہوں۔

دادا جان : واہ! یہ تو آج کا ہی اخبار ہے۔ اب میں آسانی سے پڑھ سکوں گا۔

پوتا : دادا جان! آپ اس سرچ انجن پر اخبار کا نام ٹائپ کر کے آسانی سے تمام اخبار پڑھ سکیں گے۔

دادا جان : واہ! واقعی کمپیوٹر، انٹرنیٹ آج کے زمانے کی ضروری چیزیں ہیں۔

دعوت نامہ

دعوت نامہ کسی موقع کی مناسبت سے تیار کیا جاتا ہے مثلاً اسکول کا کوئی پروگرام، گھریلو پروگرام، سالگرہ، شادی، کانفرنس، سیمینار، مشاعرے وغیرہ کے لیے۔ دعوت نامے میں پروگرام میں شرکت کے لیے کسی کو مدعو کیا جاتا ہے۔

دعوت نامے میں درج ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں۔

۱) تقریب کا مناسب عنوان، کب؟ کہاں؟ کس لیے؟
۲) مدعو افراد کے نام، عہدے کے لحاظ سے
۳) تقریب کی جھلکیاں
۴) شرکت کی درخواست
۵) داعی کا نام، عہدہ وغیرہ

پانچواں عظیم الشان

بین المدارس بیت بازی مقابلہ

محترم ....صاحب

السلام علیکم !

جنابِ عالی

علامہ اقبالؒ کے یومِ پیدائش (۹؍نومبر) کی مناسبت سے **ڈاکٹر سلمان فارسی رحمانی گرلز ہائی اسکول، سلیم آباد** میں گزشتہ چار برسوں سے بیت بازی مقابلے کا انعقاد ہوتا آ رہا ہے جس میں شہر کے مختلف اسکولوں کے طلبہ اور طالبات حصہ لیتے ہیں۔

اِمسال بھی سلسلہ نمبر ۵ کی تقریب بصراحت ذیل منعقد کی جا رہی ہے۔

صدارت

محترم ایم۔ آئی۔ قاضی صاحب (ماہرِ تعلیم)

افتتاح بدست

محترم زیڈ۔ آئی زری والا صاحب (ریسرچ اسکالر)

بروز جمعرات، ۹؍نومبر ۲۰۱۷ء
صبح نو بجے تا اختتام

مہمانانِ خصوصی

محترم ایس۔ اے واسع صاحب (سبکدوش صدر مدرّس)

محترمہ فاطمہ شیخ صاحبہ (نمائندہ سرپرست اساتذہ تنظیم)

محترم اختر علی قاضی صاحب (جرنلسٹ)

محترمہ خان شائستہ تسلیم صاحبہ (محبِّ تعلیمِ نسواں)

جھلکیاں

حرف راؤنڈ | لفظ راؤنڈ | مصرع راؤنڈ
شاعر راؤنڈ | صنعت راؤنڈ | تصویر راؤنڈ
رفتار راؤنڈ

اُردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت، بچوں میں شعری ذوق کو پروان چڑھانے اور شریکِ مقابلہ بچوں کی حوصلہ افزائی کے لیے آپ کی آمد باعثِ مسرت ہوگی۔

بمقام: ڈاکٹر سلمان فارسی آڈیٹوریم،
آئی ڈی بی گراؤنڈ، سلیم آباد

الدّاعیان

ہیڈ مسٹریس | بزمِ ادب | چیئرمین، اسکول انتظامیہ کمیٹی

روداد نویسی

روداد میں کسی سفر، تقریب، جلسے یا واقعے کی تفصیلات کو سلسلہ وار تحریر کیا جاتا ہے۔ طلبہ اسکول اور اسکول سے باہر مختلف تعلیمی، تہذیبی، ثقافتی، سماجی اور مذہبی تقریبات میں شریک ہوتے ہیں، کارروائی میں حصہ لیتے ہیں اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ مشاہدات کے سلسلہ وار تحریر کرنے کی صلاحیت کو مستحکم کرنے کے لیے 'روداد نویسی' کی معلومات اور نمونہ دیا جا رہا ہے۔

روداد تحریر کرتے وقت یاد رکھیں ...

۱) سب سے پہلے مناسب عنوان دیں۔

۲) مقام، دن، تاریخ، وقت کا تذکرہ کریں۔

۳) تسلسل کے ساتھ آسان اور مختصر جملوں میں روداد بیان کریں۔

۴) ذاتی خیالات کو شامل نہ کریں۔

۵) روداد کا بیان زمانۂ ماضی میں کریں۔

۶) مناسب اختتام کریں۔

ذیل میں دیے ہوئے دعوت نامے کی مدد سے روداد تحریر کیجیے۔

کریسینٹ اُردو ہائی اسکول، دیانہ

الحمدللہ! شعبۂ اُردو کی 'بزمِ ادب' کی جانب سے 'بین الاقوامی یومِ مادری زبان' کے موقع پر

'اُردو ہے جس کا نام ...'

کے عنوان سے بحث و مباحثے کی ایک تقریب کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔

صدارت

محترم محمد یوسف انصاری صاحب (ادیب الاطفال)

کلیدی خطاب

محترم ڈاکٹر افتخار حسن صاحب (مدیر، رسالہ سپیاں)

زینتِ اسٹیج

محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ (پرنسپل) | محترم اکبر رحمانی صاحب (صحافی)

بروز بدھ، ۲۱ر فروری ۲۰۱۸ء بوقت صبح دس بجے **بمقام اسمبلی ہال، کریسینٹ ایجوکیشنل کیمپس، دیانہ**

الداعیان

مسز قمر النساء سیّد (صدر شعبۂ اُردو) | مس ریحانہ ظہیر (کنوینر)

روداد :

کریسینٹ اُردو ہائی اسکول میں 'یومِ مادری زبان'

دیانہ، ۲۱رفروری (بذریعہ مراسلہ) : شہر کے مضافات میں واقع اُردو زبان کی مشہور درسگاہ کریسینٹ اُردو ہائی اسکول میں 'بین الاقوامی یومِ مادری زبان' کے موقع پر اسکول ہٰذا کے شعبۂ اُردو کی جانب سے 'اُردو ہے جس کا نام ...' تقریب کا انعقاد کیمپس کے اسمبلی ہال میں کیا گیا۔ صدارت کے فرائض ادیب الاطفال محمد یوسف انصاری نے انجام دیے۔ آغاز حسبِ روایت تلاوتِ کلام مجید سے ہوا۔ اسکول کی طالبات نے مترنم آواز میں حمد اور نعت کا نذرانہ پیش کیا۔ ساز اور آواز کے ساتھ طلبہ و طالبات نے استقبالیہ گیت اور ترانۂ اُردو سے سامعین کا دل جیت لیا۔ مہمانوں نے تالیوں اور نقد انعامات دے کر حوصلہ افزائی کی۔ صدر، شعبۂ اُردو قمر النساء سیّد نے تعارفی اور استقبالیہ کلمات کے ساتھ اغراض و مقاصد پیش کیے۔ مجلسِ انتظامیہ کے ذمہ داران نے گل پیش کر کے مہمانان کا خیر مقدم کیا۔ بزمِ ادب سے منسلک طلبہ نے مکالمہ، گیت، تقریر پیش کیے۔ طالبات نے ٹیبلو پیش کیا۔ مقررِ خصوصی ڈاکٹر افتخار حسن نے کلیدی خطاب میں اُردو زبان کی اہمیت و افادیت کے ساتھ اس کی تاریخ بیان کی۔ دورانِ خطاب شعری و نثری جواہر پارے سنائے۔ مہمان صحافی اکبر رحمانی نے پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ پرنسپل عطیہ بیگم نے شعبۂ اُردو کی کارکردگی اور سرگرمیوں پر اظہارِ خیال کیا اور طلبہ اور طالبات کی سرگرمیوں کو سراہا۔ صدر تقریب محمد یوسف انصاری نے اپنی تقریر میں بچوں کو مطالعے کی تلقین کی۔ کتابوں کا حاصلِ مطالعہ تحریر کرنے سے متعلق رہنمائی کی اور کہا کہ ہر طالب علم ذاتی ڈائری تیار کرے۔ اس ادبی پروگرام کی نظامت تقریب کی کنوینر مس ریحانہ ظہیر نے کی۔ آپ ہی کے اظہارِ تشکر پر تقریب کا اختتام ہوا۔

انٹرویو (مصاحبہ)

علمی، ادبی، تعلیمی، سماجی، سیاسی شعبوں میں یا روزمرہ زندگی میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی شخصیات کے کارنامے/ تجربات/معلومات کو عام لوگوں تک پہنچانے کا انٹرویو بہترین وسیلہ ہے۔

انٹرویو لینا، انٹرویو دینا، انٹرویو کا مطالعہ کرنا، انٹرویو سننا اچھا لگتا ہے۔طلبہ میں گفتگو کرنے اور بات چیت کو تحریر کرنے کی تخلیقی صلاحیت کو پروان چڑھانے کے لیے انٹرویو کی معلومات دی جارہی ہے۔

انٹرویو کے دو حصے
- سوالنامہ کی تیاری
- انفرادی گفتگو/ ملاقات

ملاقات سے قبل طے کریں
- سابقہ معلومات
- ملاقات کا مقصد
- ملاقات کا موضوع

ملاقات کے لیے اہم نکات
- اختصار سے کام لیں۔
- مناسب الفاظ کا استعمال کریں۔
- گفتگو میں تصنّع سے پرہیز کریں۔
- آسان زبان میں بات چیت کریں۔
- مخاطب کا ادب واحترام ملحوظ رکھیں۔

انٹرویو کا نمونہ

نشے کی لعنت سماج اور معاشرے کو کھوکھلا کررہی ہے۔نوجوان اور طلبہ بھی انجانے میں تمباکو نوشی، سگریٹ نوشی کرنے لگے ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ لعنت انھیں نشے میں مبتلا کردیتی ہے۔اس لعنت کو ختم کرنے کے لیے نوجوانوں نے ’نشے سے پاک شہر‘ مہم شروع کی۔اس ضمن میں ایک طالب علم کا مہم کے کنوینر سے انٹرویو۔)

نئے سال کے موقع پر ’مہاراشٹر- نشے سے پاک‘ اس عزم وارادے کے ساتھ نوجوان میدانِ عمل میں متحرک ہو چکے ہیں۔ عوامی بیداری اور لوگوں میں نشے سے متعلق معلومات پہنچانے کے لیے ہم نے مہم کے کنوینر ڈاکٹر خلیق نیازی سے ملاقات کی۔ ان سے لیے گئے انٹرویو کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

ملاقاتی : السلام علیکم، ڈاکٹر صاحب۔’نشے سے پاک شہر مہم‘ شروع کرنے کے مقصد پر روشنی ڈالیے۔

ڈاکٹر : ۲۵/سالہ میڈیکل پریکٹس کے دوران بہت سارے سرپرست اور نوجوان مطب میں آتے رہے ہیں لیکن گزشتہ چند سالوں سے تمباکو نوشی خاص طور پر گٹکا کھانے کی وجہ سے منہ کی مختلف بیماریوں میں مبتلا مریضوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔کم عمری ہی میں اس طرح کی بیماری میں مبتلا مریضوں کو دیکھ کر میں بے چین ہوجاتا تھا۔اس لیے میں نے کالج کے طلبہ کی مدد سے اس مہم کو شروع کیا ہے۔

ملاقاتی : آج گلی گلی، چوک چوراہے اور نکڑ پر گٹکا، تمبا کو فروخت ہو رہا ہے۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے؟

ڈاکٹر : اُمید پر دنیا قائم ہے۔ ہم نے نو جوانوں کو اکٹھا کیا ہے۔ نکڑ ناٹک، شارٹ فلم، پوسٹرس وغیرہ کے ذریعے لوگوں کو بتائیں گے کہ اس کے کیا نقصانات ہیں۔ جو لوگ اس بیماری میں مبتلا ہیں ان کی اجازت سے ان کے فوٹو اور ویڈیوز لوگوں کو دِکھائیں گے تا کہ لوگ محتاط ہو جائیں۔

ملاقاتی : یعنی آپ خوف پیدا کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر : نہیں ! بالکل نہیں ! ہم صرف اس کے مضر اثرات سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

ملاقاتی : ڈاکٹر صاحب ! میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ لوگ اس بری لت کا شکار کیسے ہو جاتے ہیں؟

ڈاکٹر : اچھا سوال ہے۔ اس کی بہت ساری وجوہات ہوسکتی ہیں۔ کچھ لوگ والدین اور دوستوں کو ایسی چیزیں استعمال کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ انھیں شوقیہ استعمال کرنے لگتے ہیں۔ آہستہ آہستہ شوق عادت اور عادت ضرورت بن جاتی ہے۔ کچھ لوگ مایوسی، ذہنی تناؤ میں اس کا استعمال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے راحت ملتی ہے۔ افسوس ! غریب اور مزدور پیشہ افراد اس کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔

ملاقاتی : اس لعنت کے شکار لوگوں کی صحبت اور برتاؤ پر کیا اثر ہوتا ہے؟

ڈاکٹر : نشے کے عادی افراد اس کے بغیر نہیں رہ پاتے۔ ان کی نیند کم ہو جاتی ہے۔ ہاتھ پاؤں میں کپکپاہٹ آتی ہے۔ منہ میں چھالے آجاتے ہیں۔ منہ کھلنا کم ہو جاتا ہے۔ یہ تو ظاہری اثرات ہیں۔ جسم کا اندرونی حصہ بھی آہستہ آہستہ کھوکھلا ہوتا جاتا ہے۔ ان سب کے علاوہ اس کے سماجی اور اخلاقی برتاؤ میں بھی منفی تبدیلیاں آنے لگتی ہیں۔

ملاقاتی : اتنے مضر اثرات کے بعد بھی لوگ اس لعنت کا شکار ہو رہے ہیں؟ آپ سماج، شہر اور خاص طور پر طلبہ سے کیا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر : طلبہ ہی ہمارے لیے اُمید کی کرن ہیں۔ وہ کالج، اسکول کیمپس کے اطراف ایسی چیزوں کو فروخت نہ ہونے دیں۔ اس کے شکار طلبہ کی ذہن سازی کریں۔ 'نشے سے پاک شہر' مہم میں شریک ہو کر بیداری پیدا کریں۔

ملاقاتی : بہت بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ آپ نے ایک اہم موضوع پر گفتگو کی۔ بیداری کے لیے پہل کی۔ ہم طلبہ آپ کے ساتھ ہیں۔

ڈاکٹر : بہت شکریہ۔

غیر درسی اقتباس پر مبنی مشقی سرگرمی

غیر درسی اقتباس کا مطالعہ کر کے دی ہوئی سرگرمیوں کو مکمل کیجیے۔

۱۔ دیے ہوئے الفاظ سے متعلق اقتباس سے مکمل جملہ لکھیے۔

۱۔ جرأت	
۲۔ رواداری	
۳۔ ڈسپلن	
۴۔ اختلافات	

جب انصاف، محنت، سادگی اور کفایت شعاری کی بنیادوں پر قومی زندگی کی عمارت کھڑی ہو جائے تو اس میں قوت، حسن و خوبی اور نظم و ترتیب پیدا کرنے کے لیے قوم کے افراد میں تین صفات کی ضرورت ہوتی ہے: جرأت، رواداری اور ڈسپلن۔

جرأت زندگی کی علامت ہے۔ اس کی بدولت قوم میں حوصلہ اور مشکلات کو جھیلنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے خوف جو جرأت کی ضد ہے، زندگی کے پر قینچ کر دیتا ہے۔ دوسری صفت رواداری ہے جس کے بغیر انفرادیت کی تکمیل ناممکن ہے اور قومی زندگی میں تنوّع کی شان پیدا نہیں ہو سکتی۔ خدا کی دنیا میں یکسانیت نہیں اور اختلافات انسانی فطرت کا جز ہیں۔ اگر کسی قوم میں رواداری کا جذبہ نہ ہو تو یہ اختلافات مخالفت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور ہر گروہ دوسروں پر زبردستی ایک خاص قسم کی یکسانیت عائد کرنا چاہتا ہے جو ترقی کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ ڈسپلن اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر کوئی کام نظم و ترتیب اور خوش اسلوبی کے ساتھ نہیں ہو سکتا اور افراد اور جماعتوں میں خواہ مخواہ رسہ کشی ہوتی رہتی ہے جس میں ان کی قوت ضائع ہوتی ہے لیکن اصل ڈسپلن وہ ہے جو کوئی بیرونی طاقت یا کوئی جابر حاکم قوم پر باہر سے عائد نہ کرے بلکہ وہ آزادی کی فضا میں خوش دلی کے ساتھ کام کرنے اور اتحادِ مقاصد کا نتیجہ ہو۔

۲۔ ”خدا کی دنیا میں یکسانیت نہیں۔“ اس بیان کی وضاحت اپنے الفاظ میں کیجیے۔ (2)

۳۔ (الف) اقتباس سے اسم جمع کے دو الفاظ تلاش کر کے واحد جمع کی صورت میں لکھیے۔ (1)

(ب) اقتباس سے واو عطف کی دو مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔ (1)

۴۔ انفرادی زندگی میں ڈسپلن کی اہمیت سے متعلق اپنے خیالات لکھیے۔ (2)